
THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)
S. Fazlullah Artist

جلد ۱۰ نمبر ۳۰

مضامین غیر

مورخہ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۲۵ء

مُراسلت

(نمبر ۱)

میری پیاری ہائی برنیا بیگم صاحبہ۔ تسلیم۔

اکثر خیال ہوا کہ اپنی مصیبت کی کہانی کسی سے بیان کروں۔ لیکن آپ کی زبان نہیں جانتی خیال کرتی تھی کہ جس طرح آپ کی گٹ پٹ میری سمجھ سے باہر ہے۔ اسی طرح آپ بھی میری بول چال سے گھبرا اٹھینگی۔ لیکن آپ کے مضامین پانچ میں دیکھ کر خیال ہوا کہ جب ماشاءاللہ آپ کو ہندوستانیوں کی انگریزی دانی سے اتنی مناسبت ہے تو ہماری زبان سے بھی ضرور واقف ہونگی۔ یقیناً آپ نے "ہائی پروفیشنسی" نہیں تو کوئی نہ کوئی امتحان ملکی زبان کا ضرور پاس کیا ہوگا۔ یقیناً انعام میں بہت سے روپیہ بھی پائے ہونگے۔ کیونکہ اللہ رکھے آپ نے اپنی عمر یہیں تیر کی ہے۔ اکثر مرد آدمیوں سے گفتگو کرنے کا بھی اتفاق ہوا ہوگا۔ اچھا ہے زبان ماماؤں آیاؤں سے سیکھی ہو اور وہی سکہ بڑا یار ہو) معاملات مقدمات میں بھی ہماری ہی زبان سے واسطہ پڑا ہوگا۔ پھر آپ نہ سمجھیں گی تو کیا سمجھنے والے فرانس جرمنی سے آئینگے۔ دوست ہی سے گلہ کیا جاتا ہے۔ دوست ہی کی شکایت بھی ہوتی ہے۔ غیر کا دکھڑا کوئی کاہے کو روئے گا اور اگر روئے بھی تو وہ یہ نہ کہے گا۔ کہ تم شکایت کرنے والی کون ہوتی ہو۔ ہم کچھ تمہاری رعیت ہیں۔ کہ تمہاری روٹیاں توڑتے ہیں۔ جو تمہاری زبان ہم سیکھتے۔ البتہ آپ کی اور بات ہے۔ دوستانہ شکایت آپ سے نہ کریں تو کس سے کرنے جائیں۔ اب یہ غضب ہی تو ہے کہ مجھ غریب کے انجر پنجر ہر جگہ سے ڈھیلے کیے جاتے ہیں اور آپ بیگم صاحبہ بقول "نگر دیدم دم نہ کشیدم" اپنے ساتھیوں کو چھوٹے منہ سے یہ بھی نہیں کہتیں کہ ارے یہ کیا کرتے ہو۔ جس برتن میں کھائیں اسی میں چھید کریں۔ غریب اردو کے نہ معلوم کتنے حروف دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیئے ہیں۔ اچھا خاصہ حرف "ت" جو کہیں کہیں خود آپ کی زبان میں بھی ہے غائب غلا کر دیا۔ ہر سطے نہ جانے کہیں نہ پہچانے "ٹ" کی بھرمار ہے اور میری "ڑ" غریب تو سرے ہی سے اڑا دی گئی ہے۔ گاڑی کہینگے تو اسطرح جیسے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی ٹھمری گا رہے ہیں۔ گھوڑا کہینگے تو سمجھ میں نہ آئے گا کہ "گورا" سپاہی پکارا جاتا ہے۔ یا سواری کے جانور کا ذکر کرتے ہیں۔ نہ معلوم کتنے اور حروف بیچ غریب کے یوں ہی توڑ مروڑ دیے جاتے ہیں۔ لفظوں کے اوپر جو ظلم ہوتا ہے وہ الگ۔ میرے ہی پیٹ کے بچے اور اسطرح سے انکی صورت بدل دی جاتی ہے کہ خود مجھ کو پہچاننے میں دقت ہوتی ہے کچھ دنوں ادھر کا ذکر ہے کہ ایک پولیس کے بڑے صاحب بہادر بنگلہ سے کہیں جانے لگے تو خانساماں سے کہا: کھانساماں ول کھانساماں (خانساماں) آم (ہم) جاٹا (جاتا) ٹوم (تم) گارڈ (گھر) ماں رہیں (رہو)۔ ایم صاحب کے ساٹ (میم صاحب کے ساتھ)۔ خانساماں بیچارا کسی طرح نہ سمجھا کہ یہ کیسی فرمائش ہے کیا آپ سمجھتی ہیں کہ ان باتوں سے میرا دل نہیں کڑھتا۔ خصوصاً جب میں یہ سوچتی ہوں کہ آپ لوگ جس کام کو چاہتے ہیں کر لیتے۔ آخر میں گنہگار ٹھہری کہ میرے ہی ساتھ یہ بے اعتدالی برتی جاتی ہے اور روز میں وہ تراش خراش کی جاتی ہے کہ دوسرے بولتے ہیں اور ہم منہ دیکھا کرتے ہیں۔ ابھی چار دن کی بات ہے کہ صوبہ کے ایک اعلےٰ افسر نے ایک مشہور نمائش میں تقریر کی تھی اور اسٹریلیا یا انگلستان سے آئے ہوئے سانڈ بیلوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ ضلع کے روسا کو چاہیے کہ اپنی اپنی نسل ٹھیک کر لیں۔ لے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ہندوستانی بیچارہ عیبوں سے بھرا ہو مگر اسکا بڑے سے بڑا دشمن اسکو یہ تہمت نہیں لگا سکتا۔ کسی تاریخ میں اس طرح کی کارروائیوں کا ذکر نگاہ سے نہیں گذرا۔ شاید افسر صاحب مشرقی سلاطین خطوں میں رہ آئے ہوں گے (ملاحظہ ہو بلاک کی کتاب "ہمارے زمانہ کی جنسی زندگی" صفحہ ۲۶۶) ایک دوسرے ڈپٹی کمشنر صاحب کورٹ آف وارڈس کے متعلق ایک دربار میں منیجر کی تعریف کرنے لگے اور جوش میں کہہ گئے "وارڈ لوگ کو چاہیے کہ منیجر کو سب اپنا باپ جانو" بیچارے لڑکے یہ سن کر بہت پریشان ہوئے کہ ڈپٹی کمشنر کے حکم کی تعمیل پیدا ہونے کے بہت برسوں کے بعد کیونکر کی جائے۔ جی تو چاہا کہ بڑے صاحب سے کہدوں کہ مثل ہے کہ "بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد۔" مگر پھر سوچی کہ جب اردو دانی کا یہ حال ہے تو فارسی دانی معلوم "اندھے کے آگے روئے اپنے دیدے کھوئے" یہ صاحب بڑے پرانے افسر تھے اور نیک نامی کے ساتھ پنشن پر چلے گئے یقیناً ہاتھ وغیرہ میں جا کر بڑے اردو داں ہو گئے ہونگے جیسے پرانا سانپ پوجا ہو جاتا ہے (ملاحظہ ہو نائٹی آف ملنگلی) میں آپ سے سچ کہتی ہوں کہ مجھ کو نوواردوں کی دستدرازی کی شکایت نہیں جتنی پرانے گھاگ افسروں سے ہے۔ جوان آدمی بیچارہ آتا ہے بمبئی میں دو ایک کتابیں صوبہ کی زبان کی مول لے لیتا ہے خانساماں کی مدد سے پڑھ لیتا ہے۔ اور غریب کسی نہ کسی طرح "ہائی پروفیشنسی" کا امتحان آنرز کے ساتھ پاس کر لیتا ہے پیچھے چھٹی ہوئی۔ مجھ کو تو گلہ پرانے جانے والوں سے ہے کہ وہ لوگ دنیا بھر کی باتوں پر حاوی ہو جاتے ہیں۔ مگر زبان سے باپ مارے کا بیر رہتا ہے۔ میرے یہاں مذکر مونث کا فرق فعل میں بھی ہوتا ہے۔ انگریزی میں مذکر مونث کا فعل ایک ہی ہے لیکن صاحب جس انگریز کو دیکھیے عورت کو مرد بنائے دیتا ہے

در حقیقت پہ شکن نہیں آتی " ہمارا بابی بی یہ بولا " تمہارا بہن کیا کہتا ہے " لیجیے صاحب عورتیں بھی مردوا ہو گئیں - حالانکہ یہ بات عورت ذات کو ایک آنکھ نہیں بھاتی - یقین ہو - تو مسز کاڈل کے لکچر دیکھ لیجیے جہاں اس بات پر بی بی چراغ پا ہو گئی ہیں - ایک صاحب ہمارے صوبہ میں کیا ہندوستان میں فارسی دان مشہور تھے اور اب کسی دار العلوم میں فارسی - عربی کی ٹانگیں توڑتے ہیں مگر بول چال کا یہ حال کہ دو حرف بھی منھ سے نکالے تو معلوم ہوا کہ ہندوستانی باپ اور انگریزی ماں نے زبان کا خچر پیدا کیا ہے - کسی پرانے (کوئی ہے) کا قصہ سنا ہے کہ یہاں سے جانے کے بعد وہ صاحب ولایت میں مستند اردو داں مانے جاتے تھے - کسی نوجوان انگلو انڈین نے ان سے ایک ہندوستانی گیت پڑھوایا جسمیں " رنگیلی چھبیلی " تھا وہ صاحب بہت ہنسے اور نہایت غرور کے ساتھ فرمانے لگے کہ ایسے مشکل الفاظ ہر شخص نہیں پڑھ سکتا اسمیں لکھا ہے - کہ " چھ رنگی ہوئی تلیاں ہم نے دیکھیں " اردو دانی کے علاوہ جو بات اسمیں زیادہ قابل تعریف وہ شاعری کی رنگینی ہے - لارڈ ٹنیسن نے پاگل کتے کا مرثیہ لکھا ان بزرگوار نے چھ رنگی تلیاں دیکھیں یہ نازک خیالیاں غریب ہندوستانی کے دماغ میں کہاں سما سکتی ہیں - میں نے جسقدر باتیں لکھی ہیں ان میں صرف شکایت کی جھلک معلوم ہوتی ہے - اس سے یہ خیال نہ کیجیے گا کہ مجھ میں احسان مندی کا مادہ ہی نہیں ہے - میرا دعوے ہے - کہ میرے اوپر اگر کوئی احسان کرتا ہے تو میں اسکو بھول نہیں جاتی بلکہ اگر کبھی کسی بیرونی آدمی نے زبان میں کوئی نیا لفظ ایجاد کر دیا تو میں اسکو ہمیشہ شکریہ کے ساتھ یاد رکھتی ہوں مثلاً ایک مرتبہ ایک میم صاحبہ نے اسی طرح کا احسان مجھ پر کیا ہے جسکا اعتراف گلے سے گلے

پانی میں کروں گی - ان میم صاحبہ کا بچہ بیمار تھا ڈاکٹر نے گدھی کا دودھ تجویز کیا میم صاحبہ نے نوکر کو حکم دیا - کہ ایک گدھا لاؤ صاحب کا ایسا نہیں ہمارا ایسا میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ اس بات سے میں بہت خوش ہوئی میم صاحبہ نے مزے کی بات کہی - بہن پانی بڑھیا بیگم اگر آپ میرا شکریہ ان میم صاحبہ تک پہونچا دیجیے تو آپ کی عنایت ہوگی - آپ کی خوش مزاجی اور فطرتی کھلی بازی دنیا میں مشہور ہے - میں غریب پردے کی بیٹھنے والی لیکن اگر آپ کو



اوئی یہ نگوڑا مرکھنا بیل!

ناگوار نہ ہوا تو مختلف مضامین میں وقتاً فوقتاً اپنی مصیبتیں لکھا کروں گی -

راقمہ مخلصہ اردو خادم بقلم محمد علی ردولوی

رخصت

برسات کا زمانہ ہے - ساون بھادوں کی اندھیری رات میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا ہے - کالی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں - برق خاطف نازِ معشوقانہ کے ساتھ اپنی شوخی بادلوں کے اندر سے

چمک چمک کر دکھلاتی ہے اور رعد کی گھن گرج آواز سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی ترشح ہو رہا ہے - اینجانب اپنے مکان میں اکیلے چارپائی پر پاؤں پھیلائے محو افکار ہیں -

قلعۂ دماغ پر عجیم خیالات کا ہجوم ہوا - آنکھوں نے مارے ڈر کے کواڑے بند کر لیے اینجانب پلنگ پر بصورت مردہ - روح پر فتوح مصروف سیر گشت سوتے میں جاگنے کا لطف حاصل - کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اسٹیشن پر کھڑے ہیں - خواب کوئی منطق تو ہے نہیں جو آپ اس سے پوچھیے کہاں کا اسٹیشن ؟ ابی ایک ریلوے اسٹیشن تھا - جہاں بہت سے ہندو مسلمان جمع تھے - مگر سب کے سب کوٹ - پتلون - نکٹائی - کالر کے چار جامے میں کسے کسائے تیار - کچھ لوگ ننگے سر بعض اشخاص فلیٹ کیپ سر پر رکھے - اور بعض لال ٹوپی مع الجھند نا پہنے ہوئے - بگرٹ کے دھوئیں سے سارا پلیٹ فارم میدان آتش بازی - ابھی یہ لوگ آپس میں خیالات کی داد جاتول کر رہے تھے کہ ایک شخص عجیب امیٹ واشٹیشن - فربہ شکم - تشریف لائے - آتے ہی نہایت ٹھسے کے ساتھ احباب سے مصافحہ ہاتھ ملایا - اینجانب ہکا بکا تیرا میرا منھ دیکھ رہے تھے کہ یا اللہ یہ کون ہیں ایک صاحب سے جو میرے قریب کھڑے تھے پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ ہے ؟ انھوں نے اس سوال پہ منھ پھیر لیا - میں سمجھا شاید آپ قوت نطق سے محروم ہیں یا زبان میں لکنت ہوگی - اس لیے جواب دینے میں افشائے راز کا خوف ہوگا - دوسرے صاحب سے پوچھا ان حضرت نے اپنے شارٹ سائیٹڈ چشمہ سے لفور دیکھا تو سہی مگر منھ بنا گردن ہلا کر رہ گئے شاید حضرت اس مسئلہ کو طے نہ کر سکے کہ متکلم کو مخاطب سے گفتگو کا حق کیا ہے اب تو بندہ تیسرے صاحب کے پاس پہونچا - یہ حضرت وارنشی کرنگ - بالکل

خلاف توقع ساخت کے انسان کیا ستودہ انسان تھے۔ مگر تھے براؤن سوٹیڈ اینڈ بلیک بوٹیڈ۔ میرے استفسار پر انھوں نے چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے گھورا۔ مختون مونچھوں پر کئی بار ہاتھ ڈالا۔ ہیٹ سر سے اتار کر بغل میں دبایا اور داہنا ہاتھ جیب میں ڈال کر غضب آلود نگاہ سے دیکھتے ہوئے دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔ یا اللہ یہ اکڑفوں۔ صورت شکل تو سب انسانی ہے۔ مگر خدا جانے ہم سے بات کیوں نہیں کرتے۔۔

آخر کار مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور میں ایک چوتھے صاحب کے پاس پہونچا۔ یہ صاحب طویل القامت خمیدہ کمر۔ ننگے سر مصروف انتظام تھے۔ انھوں نے میرے استفسار پر اس عجلت اور اس ادا کے ساتھ ہش کہا کہ بندہ ڈر کے مارے دو قدم پیچھے ہٹ گیا ہائے اں کمیں تیسوں نہ جھوڑیں تو مفت میں کسولی جانا پڑے۔ معلوم نہیں کہ ان حضرت کو راتب نہیں ملا تھا یا ڈور یے نے بغیر دستمزاج چڑھ کھولدیا تھا۔ اب بغیر اسکے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ الگ تھلگ کھڑے ہو کے تماشا دیکھوں جو کچھ ہوگا اسی سے حال کھل جائے گا تھوڑی دیر میں وہی ما ب جنٹلمین جو سب سے آخر میں تشریف لائے تھے مجمع احباب میں گھر گئے اور انکے گلے میں حاضرین نے ہار پہنانا شروع کیے۔ اور الوداعی ایڈریس پیش کیا۔ اخاہ اب معلوم ہوا مسٹر انتا س داس بفضل خدا اس بستی سے نو دو گیارہ ہوتے ہیں یہ انکی رخصتی دھوم دھام ہے۔ کیوں نہو بے شک آپ کی رشوت ستانی آپ کا تعصب۔ آپ کی بے رحمی اسی قابل ہے کہ ایڈریس کے بجائے خوب جی کھول کے آپ کی ہجو کی جائے۔ مگر جبھی ہم سچ کہتے ہیں بعض حضرات آ بدیدہ تھے تو حق بجانب شان بست کیا سینے کہ رشوت کی رقم کی چوتھائی کا دھڑا سوخت ہو گیا۔ خود سری کے ساتھ خلاف قانون دست درازیوں کی راہ ماری گئی۔ ان فرضی رپٹوں سے جو ناچ رنگ کی صحبتیں آئے دن ہوا کرتی تھیں وہ دا برگئیں

نثر کا ایڈریس تو یاد نہیں مگر ایک خوش گو شاعر نے (دلال صاحب) جو کچھ نظم میں ارشاد فرمایا اسمیں حقیقت کی جھلک موجود ہے۔ چاہے الفاظ کی سست طبیعت نہو فرماتے ہیں ؎

چل بسے مسٹر ہمارے چل بسے
ہائے پیاروں کے پیارے چل بسے

رہ گئے دلال اس بازار کے
لال سوداگر بیچارے چل بسے

حرص کی ہنڈیا ابالی ہی رہی
دال دیتی بن بگھارے چل بسے

اب کہاں افسوس بزم رقص و رنگ
تم تو اللہ کے سنوارے چل بسے

رنگ رلیاں تھیں تمہاری ذات سے
تم گئے جلسے بھی سارے چل بسے

قدرداں عشوہ و حسن بتاں
مہ جبیں کے ماہ پارے چل بسے

ہو گئی سنسان بزم شیفتت
رنڈی بھڑووں کے دوارے چل بسے

رو کے کہتا ہے .... میرا
میری مستقلی کے سہارے چل بسے

کالی صورت پر فدا کو ٹ و چینٹے
صاحبیت کے نظارے چل بسے

ہر طرف سے آرہی ہے یہ صدا
لوٹنے والے ہمارے چل بسے

غائبانہ خلق کہتی ہے تمھیں
چل بسے لعنت کے مارے چل بسے

راقم
عبدالرشید خاں آفریدی۔
بقلم
دا ئرین چن

از آثار رحمہ ادیب الممالک فراہانی

ساقی بہ پئے وا نہ سیری کرد
در دامن کو ہسار و ہامون
ناگہ تنگ بدید در دشت
جال سر بزمی بمانی
با کئی سست کوژ و پشت واروں

گفتش ز الف قدت چرا شد
چوں پیکر دال و قامت نوں؟
گفتا شب و روز سجدہ دارم
بر درگہ کردگار بیچوں
گفتا ز چہ روئے استخوانت
از پوست جدا شدہ است بیروں
گفتا ز ریاضت کا پشاں
کاہیدہ شدم چہ بید مجنوں
گفتا ز چہ ایں طناب پشمیں
بربستہ بہ پیکر ہمایوں
گفتا کہ شعار فقر باشد
پشمینہ طراز شاہی اکنوں
گفتا کہ بدست اندر ایں چوب
از چیست چہ کوزہ فریدوں
گفت اے پسر ایں عصائے پیری
کش دہر خمیدہ قد موزوں
گفتا بکف تو دانہ از چیست
چوں خوشہ بکشت زار گردوں
گفتا ز برائے مستقی است
تا صدقہ دہم براہ بیچوں
گفتا پنش بچشم اینک
گفتا زمنش بگیر اے دوں
چوں خواست ربایدش ز ہر سو
زد جنبش بلا برا و شبیخوں
گردید اسیر و شد گرفتار
افتاد بدام و گشت مسجون
پی قی زد و گفت آہ افسوس
کایں جملہ فسانہ بود و افسوں
ایں است سزائے آنکہ گردد
بر ظاہر خرقہ پوشش مفتوں
ایں است جزائے آنکہ دل بست
بر زہد مرائیان ملعوں
اے اہل زمانہ پند گیرید
از حال نگار ایں جگر خوں
(پارسنامہ)

حلقۂ مسموم

(نمبر ۴)

(بتتمہ ۲۲ جولائی ۱۹۲۵ء)

(۵۴) منظر زار منظم۔ اس منظر زار کی ماڈیپالہ اینڈ کو سے مل سکتی ہے واقعی الفاظ زبان کے غلام ہیں جسطرح چاہے استعمال کرے۔

(۵۵) انجمن خانہ کی طرف لوٹ رہے تھے۔ یہ نیا فانہ ہے اسے دیکھ رہیے۔ لوٹ رہے تھے کے معنے واپس ہو رہے تھے پلٹ رہے تھے۔

(۵۶) ٹیلیفون کا سمعدان۔ اس پر تین نقطہ مزید ہیے۔ یہ نیا دان ہے اسمیں "سمع" یعنی سماعت رکھی جاتی ہے۔"

(۵۷) ان کے شوہر نے اور گیس چھوڑی۔ خدا جانے کہاں سے اور کدھر سے۔

(۵۸) مسز چے لنجرا اپنی بی بی سے فرماتے ہیں "تم ہمارے لیے بمنزلۂ اس چوہے کے ہو" بمنزلہ کی اضافت سے لیاقت ٹپک رہی ہے۔ اسکے علاوہ چوہے کی جگہ چوہیا لکھنا چاہیے ورنہ شکایت ہوگی

(۵۹) ہم صحیح آمیزی پر پہونچ گئے۔ دیکھیے آپ نے فارسی دانی "صحیح آمیزی" کی فصاحت لے کیا "ستیز بیزی" کی سے کہ واہ۔

(۶۰) دھکا دیے جانے کے مقابلہ میں خود کود نے میں زیادہ وقار ہے۔ بیشک۔ دھکے دیکر بڑھانے کی چیز ہیں مگر کود پھاند کے وقار کو نہیں پہونچ سکتے۔

(۶۱) بہت سے متوقع ہیاج اور تہییج کے آسکے یعنے "ہیجان" کے

(۶۲) کوچ بکس پر اسطرح لٹکا ہوا تھا کہ گویا جروج کاگ ہے۔ تعریف المجہول بالمجہول۔

(۶۳) سرخ سرخ شعلوں کی لپٹیں نکلنے لگیں۔ لپٹ کے معنے خوشبو کے ہیں۔ خوشبو میں رنگ نہیں ہوتا۔ پھر لگیں خوشبو شعلوں سے نکلی ہو یا نہ نکلی ہو مگر قلم سے ضرور نکلی۔ ناک نہ جلے تو سمجھیے۔

(۶۴) ان کا پچوبینہ سڑ گل جائے۔ پچوبینہ یعنی پچوبی حصہ۔

(۶۵) اسکا کہنا تھا کہ ڈاڑھی اوٹھ گئی اور پلکیں جھک گئیں۔ اس کا کہنا تھا یعنے یہ کہنا ڈاڑھی کی اٹھا بیٹھی۔ جدید سائنس کی کراسنہ۔

(۶۶) ترشی سے کہا یعنی ترش ہو کے کہا کوئی یہ نہ سمجھے کہ ترشی خاطب تھی۔

(۶۷) ہمیشہ سے تخیل سے عاری اور تعرض کار رہے ہیں۔ تعرض کار کے معنی واللہ ہم نہیں سمجھے

(۶۸) تصوری علمی دماغ۔ یہ "تصدیقی علمی قلب" کا سگا بھائی ہے۔

(۶۹) انھوں نے بادگیر پھیر بند کر دیا بادگیر سے "دم کلا" مراد ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہوا کے منفذ بند کر دیے اور نفخ و قراقر کی راہ کھول دی۔

(۷۰) شوہر صاحب بی بی سے کہتے ہیں جان من تسلیم۔ مہذب گفتگو ہے۔ بڑھا پے میں جو رو و ادب کی تعظیم ہوتی ہے۔ مسز چے لنجر سعادت مند شوہر کے اس کہنے سے خوش ہوئی ہونگی۔

(۷۱) پیش گیر سے رکھ دیے دستر خوان کے لوازم میں یہ چیز بھی نوکھی ہے۔ گھوڑے کے واسطے عرق گیر ہوتی ہے لہذا آدمی کے لیے بھی "پیش گیر" کی ضرورت تھی۔

(۷۲) یہ ہمارے جوش دروں کا اندازہ ہے یعنی اندرونی جوش۔

(۷۳) لکچر پلا رہے تھے۔ اے جناب یوں کہیے لکچر ٹھونس رہے تھے یا چوس رہے تھے۔

(۷۴) لباس خانہ۔ یعنے توشک خانہ۔

(۷۵) ورا دو جوہر سے ہیں۔ یعنی جوہر کے مقسوم مع علامت تذکیر

(۷۶) سنج شیشا۔ دو کمے شیشے کی خرابی ہے۔

(۷۷) دلدل میں پھنس رہا ہے۔ دلدل پھنسنے کی چیز ہی ہے۔

(۷۸) تحیر خیز یعنے حیرت خیز۔ حیرت اور تحیر کا محل استعمال بھی معلوم نہیں۔

(۷۹) اپنے جراءت اور خفگی انداز میں کہا یہ انداز بھی نرالا ہے گویا چرا اپن اسکا مشتق ہے۔

(۸۰) امیب ایک سب سے چھوٹا بسیط حیوان ہے اسکی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔ اس کے جذبات کو کسی طرح صدمہ پہونچا تو میں معافی مانگ لوں گا واقعی بہت باریک تہذیب ہے "قتل از سوزش پروانہ داری" مگر اس سے قبل سنگدلی و بیدردی کا یہ عالم ہے کہ مسز چے لنجر اپنے ماں باپ کے مرنے کی پروا نہیں کرتیں۔ ولند جان مقتل میں سیکڑوں زخمی بے بس مجبور اور سینہ دریدہ مردے دیکھتے ہیں مگر پروا نہیں کرتے عجب نہیں کہ شاید حجاج بن یوسف کی طرح مقتول کو دیکھ کے انھیں اتنی لذت ہوتی ہو کہ ہنسانے کی حاجت ہو جاتی ہو۔

(۸۱) ذیلی حاصل یعنے ثانی نتیجہ کا بھتیجا۔

(۸۲) ہلکے ہلکے غرا رہے ہیں۔ ہلکے سے "آہستہ" مراد ہے۔

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۱ و ۵)

باجلاس خان بہادر نواب سید محمد سلطان صاحب [illegible]

نمبر مقدمہ دیوانی ۲۲۰ سنہ ۱۹۲۵ء

[illegible] شمس آباد پرگنہ شمس آباد ضلع فتح آباد [illegible]

بنام

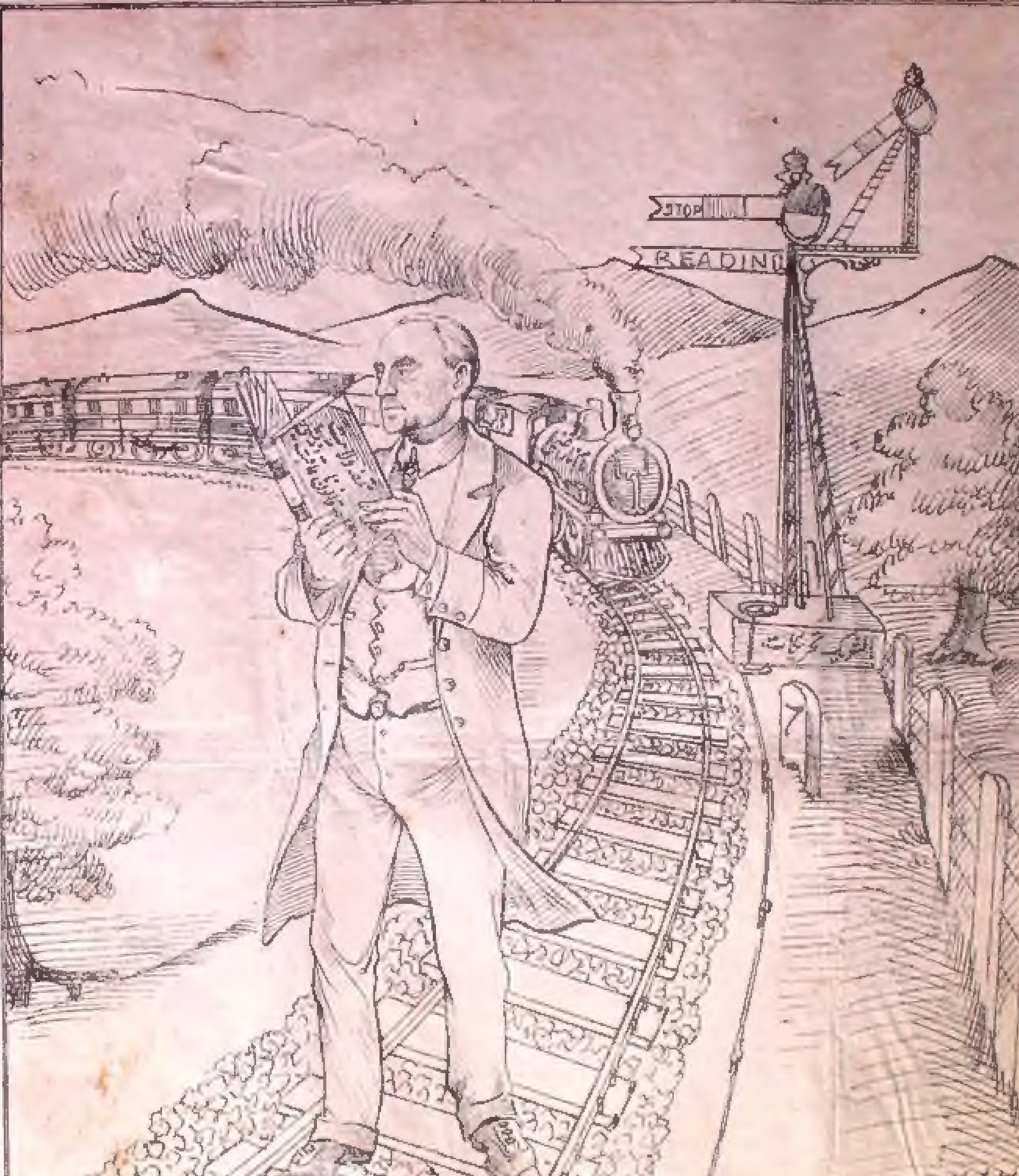
[illegible]

ہرگاہ کہ [illegible] نے تمہارے نام ایک نالش [illegible] کی دائر کی ہے لہذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] اگست ۱۹۲۵ء وقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل [illegible] جو مقدمہ کے حالات سے [illegible] واقف کیا گیا ہو [illegible] مقدمہ کا جواب دے سکے [illegible] حاضر ہو [illegible] بتاریخ مقرر [illegible] واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو [illegible] اور جملہ دستاویزات جن پر تم [illegible] ہو اسی روز پیش کرو۔ تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ [illegible] مسموع و فیصل ہوگا۔

[illegible] میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ [illegible] جولائی ۱۹۲۵ء جاری کیا گیا

مہر عدالت

دستخط حاکم [illegible]



بے موقع ریڈنگ (مطالعہ)

"ولایتی استاد کا دیا ہوا سبق ہے تو آسان مگر رفتہ کا بھی خیال رہے۔ گھڑی ساعت دیکھ بھال کے"

(۸۳) خوابستان گلستان بوستاں کی بناوٹ کا نتیجہ

(۸۴) تقدس گاہ - خرسگاہ کی ضد۔

(۸۵) میرے جیسے ایک رپورٹر کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا انجام ہو سکتا تھا۔ یعنی میری طرح کے رپورٹر کا۔ آہ

(۸۶) جب جب۔ تکرار پر لطف ہے۔ کب کب لب لب ڈھب ڈھب۔

(۸۷) قابل رہائش۔ رہیدن مصدر اسکے معنے رہنا اور اسکا حاصل مصدر رہائش خالص فارسی ہے۔

(۸۸) سمرلی بھی بیچ بیچ میں چپے لنجر کے نیچے گہرے سُر کے ساتھ ساتھ اپنا اونچا سُر ملاتے جاتے ہیں۔ نیچے سے اونچا سُر ملانا وہی کمال ہے۔

(۸۹) وہ ایک بڑے داڑھی والے بچے ہیں۔ صاف صاف کیوں نہیں کہتے پیر نابالغ ہیں۔

(۹۰) آخرستانی یعنے آرش۔

(۹۱) لکدڑاے گہر۔ گہرے کے بھی لکے ہوتے ہیں؟ اور لکر بھی فارسی ہے؟۔

(۹۲) اس سے آپ بہتر ہو جائینگے۔ یعنی اچھے ہو جائینگے۔

(۹۳) میری کل متاع علمی اس انقلاب انگیز جلا میں جمع ہونے والی تھی۔ "جلا" بھی کوئی تحصیلی یا خزانہ ہے۔

(۹۴) آپ جیسی تحلیل کا مطالعہ بطور منظر ذہنی کے کر سکیں۔ منظر ذہنی غالباً حضور ذہن ہے۔

(۹۵) ایک دوسرے کے باطن کی عزت کرتے تھے۔ واقعی ظاہر کی عزت کس کام کی۔

(۹۶) وہ وہیں کھڑکی پر چھینک ماری۔ لاحول ولا قوۃ چھینک ماری یعنی چھینک دی۔ چٹکارا مارنا یونک مارنا عوام کا محاورہ ہے۔

(۹۷) گھنی ابرویں۔ گھنی بھویں۔

(۹۸) دورہ پڑا۔ دورہ ہوا۔

(۹۹) تناول خانہ۔ یعنے کھانے کا کمرہ۔

(۱۰۰) پلکیں مارتے رہے یعنے جھپکاتے رہے خدا جانے "مارنے" کا کمرا ہر فصل کے ساتھ مصنف صاحب کیوں پسند کرتے ہیں۔

(۱۰۱) ضابطہ۔ یعنی بریک۔ بیرم یعنے لیور۔ نئی اصطلاح ہے۔

(۱۰۲) حسن پوش مرغزار۔ یعنی حسین اور خوبصورت مرغزار۔ یہ نہ سمجھیے گا کہ حسن کو چھپانے والے مرغزار۔

(۱۰۳) چشم شیشہ۔ شیشہ کی مصنوعی آنکھ پوشیدہ چشمی کی عیب پوش مراد نہیں۔ اے حضرت یہ "آئی گلاس" کا ترجمہ ہے۔ پوشیدہ چشمی۔

(۱۰۴) منجمد انتجار ٹریفک کا ترجمہ ہے۔

(۱۰۵) کانوں کان باتیں کرتے یعنی سرگوشی کرتے۔

(۱۰۶) کپنی پوش رستی۔ رستی کی کوئی نئی قسم ہے وہ شد ہمیں معلوم نہیں ورنہ ضرور ناظرین کو سمجھاتے۔

(۱۰۷) لارڈ جان میری مدد کو آئے کہنے لگے قسم خدا کی میاں صاحبزادے تمہارا خیال بہت ہی عمدہ ہے۔ ذرا مجھے پکڑنے دو تو پھر ہم اسے ہلا لینگے۔ اب کیا کہوں صاحبزادے تو خیر مگر لکھنے والے کو ہرگز تمیز نہیں۔ پکڑیے اور ہلائیے۔

(۱۰۸) کہ گویا کوئی زبردست غوک ہے جو ہر پل پر ٹرٹراتا ہے غوک تو مینڈک کو کہتے ہیں مگر باقی مطلب ناظرین کی دقت فہم کے حوالے۔ ٹرٹراتا ہے یعنے ٹرٹرا رہا ہے۔ رہا محذوف ہے۔ اس سے قبل ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

"ہم آپس میں اکثر جھگڑتے رہے ہیں" یعنے جھگڑتے رہتے ہیں۔ کسی شاعر ظریف کا ایک مطلع سُن لیجیے ؎

ہم اپنی حالت دل اُن سے جب اظہار بیٹھے ہیں
بگڑ بیٹھے ہیں لڑ بیٹھے ہیں وہ تکرار بیٹھے ہیں

اس مطلع میں شاعر نے "کر" حذف کر دیا ہے۔ غزل نہایت لطیف ہے۔

(باقی آئندہ)

راقم

ادیار حکمت

مولانا پنچ کی نوٹ بک

خوش قدم

سکھ نین۔ نیک قدم۔ پھول پاسا۔ مبارک قدم دولت قدم۔ اگلے زمانے میں لونڈیوں کے نام رکھے جاتے تھے۔ عنوان سے آپ کہیں یہ نہ سمجھ بیٹھیے گا کہ یہ بھی کوئی بوا ہونگی۔ اے حضرت اصطلاحاً خوش قدم اُس مرد یا عورت کو کہتے ہیں جسکا "پیرا بھاگوان" ہوتا ہے گر ہم اپنے صوبہ بنگال کے گورنر لارڈ لٹن صاحب کو خوش قدم کہیں تو کسی کا اجارہ نہیں کیا معنے کہ لاٹ صاحب کو خدا رکھے آپ نے جب سے ہندوستان میں قدم رکھا آپ کا پیرا کچھ ایسا بھاگوان ہوا کہ ملکی لیڈر یکے بعد دیگرے اپنی فوج چھوڑ چھاڑ زندگی سے استعفا دے کے ایسے ملک میں جا بسے جہاں نہ ترک موالات کا جھنجھٹ ہے نہ قوانین میں اصلاحات کی ضرورت نہ سودیشی بدیشی کا منٹا کھیڑا ہے نہ اپنے پرائے کا دکھڑا او وہم پرست دنیا کسی واقعے کا غیر واقعی سبب ڈھونڈھنے میں پہلے ہی سے مشتاق ہے بھلا پوچھیے کہ گھر سے نکلتے وقت بڑھیا کا سامنے آجانا یا چھینک ہونا نفس مطلب سے کیا علاقہ رکھتا ہے اسیطرح کسی کے عہدے کو دوسروں کی موت سے کیا تعلق مگر دنیا علت و معلول کے سلسلے میں کیوں اُلجھے وہ یہی کہتی ہے کہ گورنر صاحب کے بابرکت ورود کو ابھی کچھ زیادہ زمانہ نہیں گذرا تھا کہ مسٹر سو توش ملک جی یا بنرجی چل بسے یہ کوئی بڑے لیڈر نہ تھے مگر بڑے آدمیوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ خدا کی مشیت میں چارہ ہی کیا ہے چند روز کے بعد لاٹ صاحب نے ترقی فرمائی اور گورنر جنرل کے قائم مقام ہوئے اسے لیجیے آپ کے برسر کار ہوتے ہی دو ایک مہینے کے اندر ہی مسٹر سی آر داس نے رخت سفر آخرت باندھا اور وہ

"بولتا چپ چاپ لیتا ترا نام"

انکے ماتم میں آنسو خشک نہونے پائے تھے کہ ایک دوسرے فرقے کے پولٹکل لیڈر یعنی سر سرندر ناتھ بنرجی نے بھی زندگی سے فراغ خطی لکھ دی باز دعو

داخل کر دیا۔

اگر آفتاب کی دلیل کوئی مضبوطی رکھتی ہے تو برٹش گورنمنٹ کو ہم مشورہ دیتے ہیں کہ اور ڈلٹن کو مستقل گورنر جنرل بنادے۔ ابھی جو چند ہی روز ہیں انکے قدم کی برکت سے تمام حل طلب ... جانے والے لیڈر گنج سدھار جائیں تو جب کی سند پولیٹیکل دنیا میں اُلٹو بولنے لگے تو چارا زہ۔ آپ آمد نیم برخاست ہیں اب مسٹر محمد علی اور پنڈت موتی لال نہرو کے ریسٹ اور بیماری سے اچھے ہونے کی اُمید ہو گئی۔

"سنسر"

ایرانی بھی عجب خوش طبع ہوتے ہیں آجکل وہاں حکومت نے اخباری کاغذوں پر سنسر کا پہرا بٹھا دیا ہے۔ شاید یہ نتیجہ خروعل اور بغاوت کردستان و مشہد یا لزوم خدمت فوجی کا نتیجہ ہو جسکا قانون ابھی تازہ جاری ہوا ہے۔ سنسر کی مصیبت سے جریدہ "پارسنامہ" بہت بیزار ہے۔ پرچہ وقت پر نہیں نکلتا۔ سنسر صاحب کے دفتر میں چار چار روز کا پڑا رہتی ہیں۔ خریدار بے نقط سناتے ہیں۔ چنانچہ مرزا احمدی خاں کا چار اس آفت کا اظہار بایں الفاظ کرتے ہیں ؎

سانسور پور وئے دشمن لنگ
کرد است سیاہ روز ما را
نے جرأت شکوہ کہ بے ننگ
آنسا نسور کنند پوز ما را
نے قدرت درد دل کہ ترسیم
سانسور کنند گوز ما را

سرفراز

ہمارے شہر سے ایک تازہ پرچہ "سرفراز" ہفتہ وار نکلا ہے۔ گذشتہ نمبر میں انخل بے ثمر صاحب نے اپنے گروہ کی بے حسی اور جمود کا رونا رویا ہے۔ سب کے صحیح ہونے میں اشتباہ کی گنجائش نہیں۔ مگر نخل بے ثمر صاحب آدمی ہوشیار ہیں جو کچھ نصیحت ہے وہ خاص طرز میں ہے۔ واقعی ہرنے کے لیے تمام دنیا ہے ایک کا منڈی چکر ... متاثر ہونے کی ضمانت لیو کر لیا سکتی ہے جبکہ ہاتھ پاؤں رکھنے والی بیگم صاحبہ ٹہرے کے بل رہتی ہیں شادی میں لگا لگا یا وہ پیر کاؤ ہوجاتا ہے اور اُن سے کوئی شکایت نہیں کیجاتی۔ جھول پر جھول نکلتا ہے جوان ہو کے یا جوانی سے قبل ہی قبر کی راہ لیتا ہے اور والد مکرم یا والدہ محترمہ وہ کام نہیں ترک کریں جس سے پیدائش اور مرگ کا سلسلہ ہی گستہ ہو جائے۔

ہمیں اُمید ہے کہ شیعی صاحبان ثمر و اثر دیکھے اصلاح رقباء میں بدل کوشش فرمائیں گے۔

انخل بے ثمر صاحب کی نصیحت نیک نیتی پر مبنی ہے وہ ہرگز اصرار نہیں کرتے کہ شیعہ دوسرے جراید کے یہ پرچے بھی دعلتی وہ پیرنا عاشق کی شب وصل ہوگا۔ اُن کا مقصود یہی ہے کہ بغیر کسی وہم کے اسکی مدد کی جائے۔ ہمارے دوست بے ثمر صاحب اگر روٹھ گئے ہیں تو دل صاف کرلیجئے۔

سوغات

قاعدہ ہے کہ جب کوئی شخص سفر سے واپس آتا ہے تو دوستوں اور عزیزوں کے واسطے اپنی استطاعت کے موافق سوغات لاتا ہے لارڈ ریڈنگ ولایت تشریف لیگئے تھے۔ لندن صنعت کا مستقر ہی ہے کا مخزن تحائف کی منڈی ہے اسکے ہندوستانی دوست ضرور امید میں منہ پھیلائے بیٹھے ہونگے کہ دیکھیے کب سوغات کے پشتارے کھلتے ہیں اور تحفہ تقسیم ہوتے ہیں۔ ابھی پشتارہ نہیں کھلا ہے ذری کسل راہ سے آسودہ ہو لیں تو حال کھلے۔ سردست تسکین قلب منتظر کے لیے ہمارے قیاسی تحائف سن لیجیے۔

(۱) سبز باغ دکھانے والی بھنگ کا پیالہ

(۲) دل جلانے والی گانجے کی کلی۔ جس نے تہ پی اُس پہ بیٹھے ہے بیٹھی بجلی۔

(۳) شست پر رشتے کے لیے احسانات رام کہانی منڈیا رت وطن کا خیرا۔

(۴) گول میز کانفرنس کے گول گپے مسالے دار کھانا یہ برکن ہیڈ صاحب کی عنایت ہے۔ کیا مشک کا علان کی دیا سلائی میں یہ آگ دبی ہوئی ہے مخاصمت کی خدمت حکومت ہند کی جانب سے آغاز ہونی چاہیے۔

(۵) دل بہلاوے کے چھرے۔

(۶) چلا سٹروں کے چھینٹے۔

(۷) شکر یوں کو نڈر شکر میں لپٹی ہوئی چھنیاں مگر چوبی۔ دے اہل ہند ؎

اب اور چاہئے کیا جو بھیجی ہو جائیگے ؟

المختصرات

ایشیا بھر میں ایک انقلاب عظیم کے آثار پائے جاتے ہیں چین کا معاملہ نہیں کا پھوڑا ہو گیا۔ گھاؤ کسی طرح مندمل نہیں ہوتا۔

لیڈی فرانس کا یہ حال ہے کہ اٹھا تھا نیچے دیا اوپر بیٹھ رقیب کے تھپیڑوں سے تھپڑے چھوڑنا چاہتی تھیں کہ شام نے گلا پکڑا اب مجبور ہوئی جاتی ہے۔

مد بر کا جاری تھپڑ جو مد کے چھوڑتا تھا اس امید میں کہ رقیب کو تیغ کے ساتھ تیغ دکھائیگی مگر ؎

پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

فرانس کی مول لی ہوئی آفت کا اثر برطانوی شامی مقبوضات پر بھی ضرور ہوگا۔ ڈر ہے ساری ہند بکھنا چاہیے کہ خربوزے کو دیکھ خربوزہ رنگ پکڑیگا جیسے عراق بھی پڑوسن (شام) کی دیکھ سیکھے گا۔ دیکھیے کہاں تک طول کھینچتا ہے۔ ہماری رائے تو یہ ہے کہ برٹش حکومت خواہ مخواہ کا درد سر مول نہ لے اور ... کالا سے بہ برٹش خاوند کہہ کے چلی آئے۔

جن جائیں جھیڑوں سے کمیشن کی رپورٹ میں موصل کے حقدار ترک تسلیم کیے گئے ہیں وہ بھی اپنی نوعیت میں عجیب ہیں

"حال میں خال وہی ہیں موصل"

اسی کا نام ہے۔ لیکن یہ بجائے خود طے شدہ ہے کہ جلدی برٹش گورنمنٹ صرف عراق کے فوائد مد نظر رکھ کے اس چھٹی چادر میں پاؤں پھیلانا چاہتی ہے ورنہ خدا نخواستہ اسے کسی قسم کا لالچ نہیں۔

موسمِ گرما کا تحفہ

معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ مفرحات جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے افشردوں اور عرقیات سے ہوئے شربت جو اپنے اثر میں بےنظیر صورت میں لاجواب ذائقہ میں خوشبو لطافت میں بےعدیل ہیں دل و دماغ کو فرحت قلب کو سکون اور راحت آنکھوں کو خنکی و تراوت بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں۔ جلد طلب فرمایئے۔

شربت بہار	شربت افطار صوم	شربت انار ولایتی	شربت کیوڑہ	شربت بید مشک	شربت کسیرو	شربت بادام	شربت فالسہ
فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	فی بوتل عمار
شربت رنگترہ	شربت لیمون	شربت نارنج	شربت اناناس	شربت انگور	عرق کیوڑہ حیدرآبادی	عرق بید مشک لاہوری	
فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	فی بوتل عمار	

ارزاں بعلت گراں بحکمت کے مقولہ کو یاد رکھیے، ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے فہرست طلب فرمایئے قریب کے ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمایئے اور ¼ رقم پیشگی محصول لوا کرنے کے لیے روانہ کیجیے

المشتہر

ہر قسم کا طبی مشورہ ہماری مجلس اطباء سے حاصل ہو سکتا ہے

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

فہرست کلاں مفت طلب فرمایئے

آم کے آم گٹھلیوں کے دام، انعامی ٹکٹ اور شاہی زردہ

میں نے اپنے مقبول عام اور پسندِ خاص شاہی زردہ کے بہترین ہونے کی وجہ سے پبلک کی قدر دانی و شاہی زردہ کے شائقین کی خوشنودی کی غرض سے شاہی زردہ کے ایک ٹین میں انعامی ٹکٹ شامل کیے ہیں۔ جن صاحب کے پاس سولہ ٹکٹ جمع ہو جائیں وہ اسکے معاوضہ میں اسی نمبر کے ایک ٹین شاہی زردہ کے مستحق ہونگے۔ اور جو صاحب باہر سے سولہ ٹکٹ بھیجینگے کارخانہ فوراً اپنے خرچ سے ایک ٹین شاہی زردہ پیش کرے گا۔ اور جو صاحب کم از کم چھ ٹین شاہی زردہ طلب فرمائیں گے انکے ساتھ پیکنگ و ڈاک محصول کی بھی رعایت کی جائے گی۔ تاجروں کے لیے خاص رعایت ہے۔ ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔

شاہی زردہ۔ پانچ تولہ کا ٹین قیمت ایک روپیہ دو روپیہ چار روپیہ آٹھ روپیہ سولہ روپیہ

شاہی زردہ قیمت فی سیر [illegible]

نمونہ کا یک شیشی قیمت ۴ر ۸ر ۱۲ر للعہ

زردہ تمباکو مشکی قیمت فی سیر [illegible]

زردہ تمباکو پتی قیمت فی سیر [illegible]

گولی تمباکو سادی فی تولہ [illegible] زعفرانی فی تولہ [illegible] طلائی [illegible]

شاہی قوام فی تولہ [illegible] مشکی قوام فی تولہ [illegible]

المشتہر۔ کارخانہ شاہی زردہ مقبول اینڈ کو نمبر ۲۵/۲ وزیر گنج پوسٹ ڈھاکہ

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

اردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

چھپوا

یہ پر ظرافت قصہ اودھ پنچ کے سلسلہ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے اس کے صفحات بطور فائل علیحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں ابتدائے ۱۹۲۳ء سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں انھوں نے مسلسل مطالعہ کر لیا ہوگا لیکن سہ ماہی اور ششماہی خریداران اودھ پنچ قصہ کی ابتدا سے ناواقف ہوں گے یہ مرتب فائل ان کے اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے

قیمت علاوہ محصول ڈاک عمر

المشتہر

منیجر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ